OPEN ACCESS
MA'ARIF-E-ISLAMI (AOIU)
ISSN (Print): 1992-8556
ISSN (Online): 2664-0171
https://mei.aiou.edu.pk

علامہ علی بن الحسین المسعودی کی سیرت نگاری کا مطالعہ

محمد علیم
پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ حدیث و سیرت، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی۔ اسلام آباد
ڈاکٹر محمد سجاد
چیئرمین شعبہ مطالعات بین المذاہب، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی۔ اسلام آباد

Abstract

Allama Abu al Hassan Ali bn al Hussain al Masudi(957AD) Was a great historian and Geographer.As a tourist, he visited almost all eastern countries of the world. During his such visits, he wrote accounts of memories regarding personalities , geography, culture and traditions of different nations in a number of books which unfortunately, misplaced except his two books namely " *Murooj uz-Zahab wa Ma'adin ul-Jauhar*" and " *Kitāb al-tanbīh wa al-Ashrāf*" . Both the books have short account of the life of the Holy Prophet (Peace be upon him). This article is a survey of historical and Biographical charactristics of author's sira writing along with study of both texts. The first book deals with world history and goegraphy including brief Sira account and Islamic History till 236 AH. The later also includes history, topography, astronomy, culture and traditions of different world nations including Prophtic stories , Sira of the Holy Prophet(SAW) and Islamic history till 245 AH.
KeY Words: *Masudi, Sira, Seerah, Holy Propht(SAW), Biography of the Propht(PBUH), Murooj uz-Zahab, al-tanbīh wa al-Ashrāf , Siragraphy, Islamic History.*

تعارف

ابوالحسن علی بن الحسین بن علی المسعودی (۳۴۶ھ / ۹۵۷م) حضرت عبداللہ بن مسعود کی اولاد میں سے ہونے کی وجہ سے مسعودی نسبت رکھتے ہیں۔ آپ ایک ممتاز مؤرخ ہیں۔ ان کی ولادت ۲۸۳ ہجری میں بغداد میں ہوئی۔ اپنے وقت کے متعدد اساتذہ اور شیوخ سے استفادہ کیا۔ علامہ مسعودی نے دنیا کی طویل سیاحتیں کیں اور انہوں ے المغرب کے سوا تقریباً پورے عالم اسلام اسپین اور ہندوستان کے سفر کئے، جس میں ان کی سیاحتیں زیادہ تر مشہور مقامات اور ساحلی علاقوں تک محدود تھیں۔ اپنی ان سیاحتوں کے دوران مسعودی نے متعدد اہم شخصیات اور مختلف اقوام اور علاقوں کے

متعلق اپنے مشاہدات اور تجربات کو قلم بند کیا۔۔ ہر سفر کے بعد وہ اپنے مشاہدات اور تجربات کو ایک کتاب میں قلمبند کرتے [1]۔ بد قسمتی سے ان کی کتابیں ضائع ہو گئیں، لیکن ان کی دو اہم کتابیں مروج الذهب ومعادن الجوهر اور التنبيه و الاشراف دست برد زمانہ سے محفوظ رہ گئیں۔ مذکورہ دونوں ہی کتابوں میں سیرت کا مختصر باب شامل ہے، جو اس مقالہ میں تبصرہ کے لیے شامل ہیں۔

ا۔ مروج الذہب ومعادن الجوہر

طباعت:۔مكتبة المثنى – بغداد ،دار إحياء التراث العربى، دار الكتب العلمية، دار الفكر، دارالهجرة قم-

صفحات: کل صفحات کتاب : ۱۸۱۷(۴ج)، باب سیرت : ۳۴ صفحات (ج۲ص ۲۶۵۔۲۹۸)

توضیحی نوٹ:۔ علامہ ابوالحسن علي بن الحسین بن علي المسعودي(۳۴۶ھ) کي کتاب مروج الذهب ومعادن الجوهر دو بڑے حصوں پر مشتمل اہم کتاب ہے، جس میں پہلا حصہ ابتداء خلق سے لے کر مختلف اقوام کی تاریخ اور جغرافیہ سے بحث کرتا ہے اور دوسرا حصہ سیرت رسول اللہ ﷺ، خلفاء راشدین اور خلفاء بنو امیہ و بنو عباس کے حالات سال ۳۳۶ ہجری تک بیان کرتا ہے۔اسے تاریخ مسعودی بھی کہا جاتا ہے۔ متعدد بار چھپ چکی ہے اور کئی عالمی زبانوں میں اس کے تراجم ہو چکے ھیں۔ مستشرق بربردی مینارڈ(Barbiered Meynord)نے اس کا فرانسیسی ترجمہ پیرس سے شائع کروایا اور مقدمہ میں علامہ مسعودی کے حالات زندگی جمع کئے۔اس کتاب میں بیس صفحات پر مشتمل نہایت مختصر سیرت،اس مقالہ کا حصہ ہے۔جو دارالهجرة-قم کے نسخہ کي دوسري جلد کے صفحہ نمبر ۲۶۵ سے ۲۹۸ تک محیط ھے [2]۔

موضوعات کتاب

کتاب مروج الذهب ومعادن الجوهر کے موضوعات اور عنوانات کا خلاصہ حسب ذیل ہے:

مکی زندگی۔ قبل بعثت

رسول اللہ ﷺ کا نسب شریف، حضرت آدم علیہ السلام تک دیا ہے اور معد کے اوپر اختلاف کا ذکر کیا ہے۔آپ ﷺ کے پانچ اسمائے گرامی، عام الفیل میں آپ کی پیدائش، حرب فجار، قریش البطاح اور قریش الظواہر، حلف الفضول، تعمیر کعبہ اور حجر اسود کی تنصیب، کعبے کو کپڑا پہنانا، مولود کی تاریخ کی تحدید، آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ کا نسب، قبل نبوت کے واقعات، جس میں شق صدر، آپ کا والدہ کے پاس واپس تشریف لانا، والدہ گرامی کی وفات، کفالت دادا اور چچا کی کفالت، رسول اللہ ﷺ کا شام کا سفر، حضرت خدیجہؓ سے شادی کا بیان شامل ہے۔

مکی زندگی۔ بعد بعثت (موضوعاتی ترتیب)

اگلی فصل بعثت سے ہجرت کے واقعات پر قائم کی ہے، جس میں وحی کا نزول، مکہ میں ۱۳ سالہ قیام،، تین سالہ خفیہ دعوت، نمازوں کی فرضیت،، اولین اسلام لانے والوں کا ذکر شامل کیا ھے۔

مدنی زندگی۔ ھجرت تاوفات (موضوعاتی ترتیب)

اگلی فصل ہجرت سے آپ ﷺ کی وفات تک کے ذکر پر مشتمل ہے، جس میں ہجرت، اذان کی مشروعیت، مدینہ میں ۱۰ سالہ قیام، ہجرت کی تاریخوں کا تعین، مدینہ میں آپ ﷺ کے دخول کی کیفیت، مسجد کی تعمیر، تحویل قبلہ، رسول اللہ ﷺ کا مرض اور وفات۔ اس کے بعد غزوات کی فصل قائم کی گئی ہے جس میں رسول اللہ صلی وسلم کے غزوات کی تعداد ابن اسحاق کے قول پر ۲۶ بیان کر کے ان کی ترتیب ذکر کی گئی۔ پھر سرایا کی تعداد پر اختلافی اقوال ذکر کر کے بحث کو بغیر نتیجہ کے چھوڑ دیا۔ اس کے بعد مشہور واقعات کے نام سے فصل قائم کی ہے، جس میں حضرت فاطمہؓ کی وفات، ان سے حضرت علیؓ کی شادی، رسول اللہ ﷺ کی حضرت خدیجہؓ سے شادی، حضرت خدیجہؓ اور جناب ابو طالب کی وفات، حضرت سودہؓ اور حضرت عائشہؓ سے شادی اور رسول اکرم ﷺ کے اخلاق مبارکہ کا تذکرہ کیا گیا ہے اور ازواج مطہرات کی تعداد پندرہ بتائی گئی ہے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کی عمر شریف پر اختلاف کی بحث کی ہے اور مختلف روایات درج کی ہیں اور ۶۳ سال کی روایت کو ترجیح دی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کا ذکر دوبارہ کر کے کے آپ کے کفن دفن شریف کا ذکر کیا گیا ہے۔

سنین کی ترتیب

اس کے بعد علامہ نے ایک نئی فصل کا اضافہ کیا ہے جس میں دوبارہ سیرت کے واقعات کو عمر مبارک کے سنین کی ترتیب سے بیان کیا ہے اور نہایت مختصر انداز میں رسول اللہ کی ولادت سے لے کر وفات تک کے واقعات کا مختصر ذکر کیا ہے۔ ۹ ہجری کے واقعات میں رسول اللہ ﷺ کے چچاؤں اور پھوپھیوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ گیارہ ہجری تک کے واقعات ذکر کرنے کے بعد رسول اللہ ﷺ کی اولاد اطہار کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کی نبوت کے دو معجزات قرآن حکیم اور آپ ﷺ کے جوامع الکلم کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس کے بعد ایک مفصل فصل میں رسول اللہ ﷺ کے جامع کلمات کو جمع کیا گیا ہے، جن کی تعداد ایک سو تین (۱۰۳) ہے۔

مضامین کتاب کی بے ترتیبی

علامہ مسعودی نے کتاب کی ترتیب موضوعی رکھی ہے، جس میں ذیلی طور پر زمانی ترتیب کا خیال رکھنے کی کوشش کی گئی ہے، تاہم مؤلف اس میں کامیاب نہیں ہو سکے اور کتاب کے مضامین میں کافی بے ترتیبی ہے۔ اگرچہ سیرت کا پہلا حصہ رسول اللہ ﷺ کی ولادت سے آپ کی نبوت تک کے حالات بیان کرتا ہے اور دوسرا حصہ آپ ﷺ کی بعثت سے ہجرت تک سیرت بیان کرتا ہے، جبکہ تیسرا حصہ ہجرت سے لے کر وصال تک سیرت کو بیان کرتا ہے۔ لیکن اس میں بے ترتیبی پائی جاتی ہے۔ مثلاً مؤلف نسب شریف کے بعد اسمائے گرامی اور مولود کا ذکر لائے، اس کے بعد حرب الفجار وحلف الفضول اور تنصیب حجر اسود کا ذکر کیا اور پھر مولود کی بحث پر دوبارہ واپس آ کر اس کی زمانی تحدید کی۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کی والدہ کا نسب دے کر پھر قبل نبوت کے عہد کا دوبارہ ذکر کیا ہے، جن میں والدہ کی وفات، آپ ﷺ کی کفالت، سفر شام اور حضرت خدیجہؓ سے شادی وغیرہ شامل ہیں۔

وصال اطہر کا ذکر کرنے کے بعد غزوات و سرایا کی فصل شامل کی اور پھر اہم احداث کے نام سے ایک فصل میں پہلے حضرت فاطمہؓ کی حضرت علیؓ سے سے تزویج کا ذکر کیا گیا اور پھر حضرت خدیجہؓ کی تزویج کا ذکر کیا گیا، جو بے ترتیبی کی علامت ہے۔ مؤلف اس کے بعد حضرت خدیجہؓ اور جناب ابو طالب کی وفات کا ذکر لائے ہیں، جو بے محل ہے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کی ازواجؓ کی تعداد، حضرت سودہؓ اور حضرت عائشہؓ سے شادی کا ذکر کر کے آپ ﷺ کی عمر مبارک کے سلسلے میں اختلاف کا ذکر کیا گیا اور پھر اس کے بعد دوبارہ وفات اور دفن کی فصل قائم کی گئیں۔ اس طرح تداخل اور بے ترتیبی کا تاثر پختہ ہوتا ہے۔ یوں لگتا ہے کہ علامہ مسعودی کو اس کتاب کے حصہ سیرت کے مسودہ پر نظر ثانی کرنے اور ترتیب دینے کا موقع نہیں ملا ہوگا، کیونکہ کتاب میں کسی بھی ایک موضوع پر یکجا مواد تلاش نہیں کیا جا سکتا، بلکہ کتاب کے مختلف حصوں میں ایک موضوع سے متعلقہ مواد بکھرا ہوا ہے۔ کتاب کے آخر پر دوبارہ مختصر سیرت کی فصل قائم کی گئی، جس میں زمانی ترتیب سے ولادت سے لے کر وفات تک، واقعات سیرت کو دہرایا گیا اور صرف اس فصل میں زمانی ترتیب کو برقرار رکھا گیا ہے تاہم اس میں ہجرت سے قبل کے واقعات کو رسول اللہ ﷺ کی عمر مبارک کے ساتھ اور ہجرت کے بعد کے واقعات کو سال ہجری کی ترتیب سے بیان کیا ہے۔ آخر کتاب پر معجزات اور جوامع الکلم کی فصول کا اضافہ کیا ہے۔ اس طرح ترتیب کے اعتبار سے نہ تو یہ موضوعی ترتیب ہے اور نہ ہی زمانی ترتیب ہے۔

کتاب کی خصوصیات

۱. علامہ مسعودی نے اپنی اس کتاب سیرت کو عالمی تاریخ کے تناظر میں بیان کیا ہے اور اور بعثت محمدی ﷺ کا تعلق سلسلہ انبیاء سے جوڑا ہے اور حضرت عیسی علیہ السلام کے بعد رسول اللہ ﷺ کی بعثت تک کے زمانے کو زمانہ فترت سے تعبیر کیا ہے [۳]۔

۲. سیرت کا ذکر اپنی طے کردہ ترتیب کے مطابق مکمل کرنے کے بعد دوبارہ مختصر ترین سیرت کی ایک فصل شامل کی ہے، جس میں زمانی ترتیب سے رسول اللہ ﷺ کی ولادت سے لے کر وفات تک کا احوال شامل کیا ہے [۴]۔

۳. مسعودی کے یہاں متعلقہ فن کی کتب سے استفادہ کرنے کی روایت کا پتہ چلتا ہے۔انہوں نے سیرت کے عام واقعات کے بیان میں عموماً ابن اسحاق، ابن ہشام، واقدی اور طبری کے حوالے دیے ہیں اور اس کے علاوہ دیگر محدثین اور اہل سیر کی روایات بھی لائے ہیں۔رسول اللہ ﷺ کی عمر مبارک پر مختلف اختلافی اقوال کو محدثین کی اسناد کے ساتھ ذکر کیا ہے اور پہلے اپنی ترجیحی روایت تریسٹھ سال عمر شریف کا ذکر کیا ہے [۵]۔ رسول اللہ ﷺ کے جامع کلمات کی فصل میں ان کتب کا حوالہ دیا ہے، جو رسول اللہ ﷺ کے اقوال کے مجموعہ پر مشتمل ہیں۔ جن میں ابو محمد بن الحسن بن درید کی کتاب "المجتنی [۶]" اور ابو اسحاق الزجاجی النحوی [۷] اور ابو عبداللہ نفطویۃ [۸] کا ذکر کیا ہے۔ جناب معد بن عدنان کے نسب کے لیے ارمیا نبی علیہ السلام کے کاتب باروخ بن ناریا کی یادداشت کا حوالہ دیا ہے [۹]۔

۴. وہ اپنی دو کتابوں اخبار الزمان اور تاریخ الاوسط کا حوالہ دیتے ہیں، جس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ کتاب ان کتابوں کے مباحث سیرت کا خلاصہ ہے۔ لکھتے ہیں: "قال المسعودي: وقد أتينا على مبسوط هذا الباب، في كتابينا «أخبار الزمان [۱۰]» والأوسط [۱۱] ----- وقد أتينا في كتابنا «أخبار الزمان» والكتاب الأوسط على ما كان في سنةٍ سنةٍ من مولده عليه السلام الى مبعثه، ومن مبعثه الى هجرته، ومن هجرته إلى وَفاته، ومن وفاته إلى وقتنا هذا [۱۲]۔ اسی طرح ازواج مطہرات کے ذکر میں لکھا ہے: وقد أتينا على ذكر سائر أزواجه في الكتاب الأوسط، فأغنى ذلك عن إعادته [۱۳]. مؤلف گرامی نے اپنی اس کتاب کے حصہ سیرت میں اپنی مذکور کتاب الاوسط کا پانچ بار اور اخبار الزمان کا دو بار حوالہ دیا ہے۔ اسی طرح اپنی دیگر کتب ''کتاب

الصفوة في الإمامة'' و'' الاستبصار'' و ''الزاهي'' کا حوالہ سیدنا علیؓ ابن ابی طالب کے اول الاسلام ہونے کی اختلافی بحث میں دیا ہے[14]۔

۵. علامہ مسعودی تاریخوں کے تعین کے لیے عالمی واقعات سے زمانی موازنہ کرتے ہیں اور دنیا میں رائج دوسری تقویموں سے سے مدد لیتے ہیں۔اصحاب الفیل کے مکہ میں قدوم کے سلسلہ میں تین تقویموں کا حوالہ دیا ہے ،جن میں ذوالقرنین کے عہد ،تاریخ العرب اور انوشیرواں کی تخت نشینی کی تقویم شامل ہیں۔اسی طرح رسول اللہ ﷺ کی بعثت کی ضمن میں کسری پرویز کی تخت نشینی ،یوم تحالف الربذہ اور حضرت آدم علیہ السلام کے ہبوط کی تقویم کا حوالہ دیا ہے۔پھر ہجرت کے سلسلہ میں کسری پرویز کی تخت نشینی ،ہرقل قیصر روم کی تخت نشینی اور سکندر مقدونی کے عہد کا حوالہ دیا ہے[15]۔

۶. مؤلف نے بعض مقامات پر فقہی مسائل کے سلسلہ میں بھی مختصر اشارہ کیا ہے: مثلا، نماز جمعہ کے متعلق مختصر گفتگو کہ آپ ﷺ نے بنی سالم میں اسلام کا پہلا جمعہ ادافرمایا اور یہ لکھا کہ فقہا کے درمیان باعث اختلاف ہے کہ نماز جمعہ کتنے نمازیوں کے ساتھ جائز ہے ،شافعیؒ فرماتے ہیں کہ چالیس سے کم افراد کے ساتھ نماز جمعہ جائز نہیں ،جبکہ اہل کوفہ کا مؤقف اس کے برعکس ہے[16]،حضرت میمونہؓ کے نکاح کے متعلق صرف اتنا لکھا کہ اس میں اختلاف ہے کہ آیا رسول اللہ ﷺ نے ان سے حالت احرام میں نکاح فرمایا یا حلال ہونے کے بعد اور اسی سے فقہا میں محرم کے نکاح پر اختلاف پیدا ہوا ،تاہم مؤلف نے اس بحث میں کسی رائے کا سیرت یا فقہ کے باب میں ذکر نہیں کیا اور بحث بے نتیجہ چھوڑ دی[17]۔ بعثت کے ساتھ دو رکعات نماز کی فرضیت اور بعد میں اس کے اتمام یعنی چار رکعات اور مسافر کے لیے دو رکعات کی رعایت کے برقرار رکھنے کا ذکر کیا ہے[18]۔حضرت سیدہ زینبؓ بنت رسول اللہ ﷺ کی حضرت ابو العاصؓ کے پاس نکاح اول کے ساتھ واپسی کی روایت درج کر کے اس سلسلہ میں علما کے اختلاف کا ذکر بھی کیا ہے[19]۔

۷. اہم واقعات سیرت میں اختلاف روایت کی مختصر توجیہہ یا توضیح کا بھی اہتمام کرتے ہیں مثلا غزوات کی تعداد کے ستائیس (۲۷) یا چھبیس (۲۶) ہونے پر اختلاف کی وجہ یہ بیان کی کہ خیبر سے واپسی پر رسول اللہ ﷺ نے وادی القریٰ کا قصد فرمایا ،تو بعض نے اسے خیبر کے ضمن میں ایک ہی غزوہ شمار کیا ہے اور بعض نے ان دو کو الگ الگ شمار کرتے ہوئے غزوات کی تعداد ستائیس ذکر کی ہے[20]۔اسی طرح جن غزات میں لڑائی ہوئی ،ان کی تعداد کے

بارے میں نو (۹) کے ابن اسحٰق کے معروف قول کے برعکس واقدی کے گیارہ (۱۱) کے قول کی وضاحت کی کہ ان میں وادی القریٰ اور غزوہ غابہ کو شامل کیا گیا ہے[۲۱]۔ حضرت سیدہ فاطمہؓ کی وصال رسول اللہ ﷺ کے بعد زندہ رہنے کی مدت چالیس (۴۰) دن کی روایت کو اپنے مقام پر راجح لکھا ہے[۲۲] اور آگے جا کر حضرت فاطمہؓ کی عمر، ان کی رسول اللہ ﷺ کے بعد زندہ رہنے کی مدت اور ان کا جنازہ حضرت عباسؓ یا حضرت علیؓ کے پڑھانے پر اختلاف کا ذکر کیا ہے[۲۳]۔ اس کے علاوہ متعدد اختلافات سیرت کی طرف اشارہ کیا ہے۔

۸. علامہ مسعودی اختلافی اقوال میں عموما اپنی ترجیحی روایت کو پہلے ذکر کرتے ہیں، تاہم اختصار کی خاطر زیادہ اختلافی امور ذکر نہیں کیے۔ رسول اکرم ﷺ کی عمر مبارک کے اختلاف پر متعدد اقوال کے ذکر کے بعد اختلافی اقوال و امور کو کم ذکر کرنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ہم نے اس اختلاف کا ذکر اس لیے کیا ہے کہ لوگ جان لیں کہ ہم نے اس ضمن میں لوگوں کے اقوال سے غافل و بے خبر نہیں ہیں، لیکن ہم نے صرف ان باتوں کا ذکر (دیگر واقعات سیرت میں) کیا ہے، جو ضروری تھیں اور ان کی طرف صرف اشارہ کر دیا ہے، کیونکہ ہمارا رجحان اختصار و ایجاز کی طرف ہے[۲۴]۔

۹. قرآن حکیم کی مدنی سورتوں کی تعداد ۳۲ بیان کی گئی ہے[۲۵]۔

۱۰. رسول اللہ ﷺ کے ۱۰۳ جامع کلمات کا ایک عمدہ انتخاب کتاب میں شامل کیا گیا ہے۔

۱۱. کتاب کے حصہ سیرت کے ابتدائی مقدمہ میں ذکر کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے قبل آپ کی نبوت کے دلائل پھیلے ہوئے تھے اور اسی ضمن میں حرب فجار میں آپ ﷺ کی شرکت سے جنگ کا توازن قریش کی طرف ہو جانے کو آپ ﷺ کی نبوت کے دلائل اور آپ کی برکت کا اظہار قرار دیا ہے[۲۶]۔

نئی اور انفرادی معلومات

علامہ مسعودی دی نے کچھ نئی اور انفرادی معلومات مہیا کی ہیں، جو دیگر مختصر نگاروں کے یہاں نہیں پائی جاتیں، ان کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

۱. حجر اسود کی تنصیب کے وقت رسول اللہ ﷺ نے جو چادر بچھائی، اسے رداء اور "کساء طارونی" بتایا، یہ نام کسی اور نے ذکر نہیں کیا[۲۷]۔

۲. حجر اسود کی تنصیب کے وقت چادر اٹھانے کی دعوت قریش کے چار زعماء کو دی، ان کے نام درج کیے ہیں[۲۸]۔

۳. نبوت کو ایک معاصر تقویم تاریخ العرب سے جوڑا ہے جو اس وقت ۲۱۶ تھی [۲۹]۔

۴. عمر مبارک کے چوتھے سال میں شق صدر ہوا اور پانچویں میں واپسی کا ذکر کر کے ان دو واقعات کے درمیان ایک سال کا وقت دیا ہے، جو کسی اور نے نہیں دیا [۳۰]۔

۵. مسعودی نے آپ ﷺ کی ولادت سے بعثت تک عمر شریف چالیس سال ایک دن درج کی ہے [۳۱]، اسی ایک دن کے اضافہ کے قول کو محب الطبری نے غالباً مسعودی سے اخذ کیا ہے۔

۶. مسعودی نے لکھا ہے کہ جبریل علیہ السلام ہفتہ اور اتوار کی رات بھی آئے تھے، لیکن نبوت سوموار کو ملی ہے [۳۲]۔

۷. حضرت ابو ایوبؓ انصاری کے یہاں رسول اللہ ﷺ کی اقامت کا دورانیہ ایک ماہ بتایا ہے [۳۳]۔

۸. ایک جگہ حضرت خدیجہ کی وفات بعثت کے تین سال بعد لکھی ہے۔ جو غالباً کتابت کی غلطی ہے [۳۴]۔

۹. جناب ابوطالب کی وفات کو حضرت خدیجہؓ کی وفات کے تین دن بعد لکھا ہے [۳۵] حالانکہ معروف روایت کے مطابق حضرت خدیجہؓ کی وفات جناب ابوطالب سے تین دن بعد ہوئی۔

۱۰. جناب ابوطالب کی عمر وفات کے وقت ۴۹ سال آٹھ ماہ بیان کی ہے [۳۶]۔

۱۱. حرب فجار میں عبداللہ بن جدعان التیمی قریش کا سردار تھا [۳۷]۔

۱۲. رسول اللہ ﷺ نے بنی سالم میں جس وادی کے بطن میں اسلام کا پہلا جمعہ ادا فرمایا، اس کا نام وادی رَانُونَاءَ ہے [۳۸]۔

۲۔ التنبیہ والاشراف

طباعت:۔دار الصاوي — القاهرة، مكتبة الشرق الإسلامية — القاهرة ١٩٣٨ م-

صفحات: کل صفحات کتاب: ۳۴۷، باب سیرت: ۵۲ صفحات (ص ۱۹۵۔۲۴۶)

توضیحی نوٹ:۔ التنبیہ والاشراف ۱۸۹۴ء میں لائیڈن سے پہلی بار شائع ہوئی۔ اس کا فرانسیسی میں ترجمہ ۱۸۹۷ء میں ہوا۔ اردو میں مولانا عبداللہ عمادی نے منتقل کیا جو جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن سے ۱۹۲۶ء میں شائع ہوا۔ اسی ترجمے کو ڈاکٹر نصیب اختر کے مقدمے اور کچھ حواشی کے ساتھ ۱۹۶۷ء میں ایجوکیشنل پریس کراچی نے شائع کیا۔ ادارہ قرطاس نے اسے دوبارہ ڈاکٹر نگار سجاد ظہیر کے معلومات افزا جامع مقدمہ کے ساتھ شائع کیا ہے [39]۔ مقالہ میں دار الصاوي کا مطبوعہ نسخہ پیش نظر ہے [40]۔ التنبیہ والاشراف علامہ مسعودی کی دوسری اہم کتاب ہے، جو ان کی وجہ شہرت ہے۔ کتاب میں انہوں نے افلاک اور اس کی ہیئت، نجوم اور اس کی تاثیرات، عناصر اس کی تراکیب اور زمین کے طول و عرض میں مختلف اقوام

اور ان کے مساکن، فارس اور روم کے بادشاہوں کی تاریخ، تاریخ عالم اور انبیاء کی تاریخ، سیرت النبی ﷺ اور ظہور اسلام اور خلفاء کی تاریخ، ان کے اعمال اور ان کی خصوصیات، سال ۳۴۵ ہجری تک بیان کی ہیں۔ اس کتاب میں ۵۲ صفحات پر مشتمل سیرت کا بیان اس مقالہ کا حصہ ہے۔ مسعودی نے التنبیہ والاشراف اپنی زندگی کے آخری برس میں تحریر کی اور اس میں اسلام کی ابتدائی صدیوں کے اہم واقعات بیان کر دیے ہیں۔ مسعودی کی تاریخ نویسی میں تاریخوں کا تعین اور اس میں جغرافیائی معلومات کا شمول نہایت اہم ہے۔ بقول مسعودی التنبیہ والاشراف کا ایک مقصد یہ ہے کہ ساری گزشتہ تصانیف کا خلاصہ ہو جائے اور اس کتاب کے ذریعے دوسری تصانیف سے لوگ آگاہ ہو جائیں۔ مسعودی التنبیہ والاشراف کے شروع میں اپنے مقدمہ میں لکھتے ہیں کہ ہم نے اپنی پہلی کتابوں میں رسول اللہ ﷺ کے احوال تفصیل سے ذکر کر دیے ہیں لیکن ہم نے اپنے اوپر اختصار اور ایجاز کی جو شرط رکھی، اس نے ان معلومات کو اس کتاب میں دہرانے سے باز رکھا[41]۔

مضامین کا خلاصہ

التنبیہ والاشراف کے دارالصاوی کے مطبوعہ نسخہ کے صفحہ نمبر ۱۹۵ سے ۲۴۶ تک سیرت کا بیان ہے۔ علامہ مسعودی نے کتاب کے پہلے پانچ صفحات میں مکی زندگی کے اہم واقعات کو نہایت مختصر طور پر بیان کیا ہے۔ جس میں درج ذیل عنوانات کا احاطہ کیا گیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی نبوت کی علامات اور معجزات، جناب معد تک رسول اللہ ﷺ کا نسب، آپ کی کنیت، والدہ ماجدہ کا نسب، اصحاب الفیل کی آمد، والد گرامی کی وفات، حضرت حلیمہؓ کا نسب، رضاعت، بنی سعد میں چار سالہ قیام، پانچ سال کی عمر میں والدہ کے پاس واپسی، سات سال کی عمر میں والدہ کی مدینہ سے واپسی پر وفات، دادا کی کفالت، آٹھ سال کی عمر میں دادا کی وفات، چچا کی کفالت، ۱۳ سال کی عمر میں شام کا سفر، بیس سال کی عمر میں حرب فجار اور حلف الفضول میں شرکت، ۲۵ سال کی عمر میں حضرت خدیجہؓ کی تجارت کے لئے شام کا سفر اور حضرت خدیجہؓ سے شادی، ۳۵ سال کی عمر میں تعمیر کعبہ میں حجر اسود کی تنصیب کا فیصلہ، چالیس سال کی عمر میں بعثت، اولین مسلمانوں کی بحث، جس میں امامت پر بھی بحث شامل ہے، مکہ کا ۱۳ سالہ قیام اور جناب ابو طالب اور حضرت خدیجہؓ کی وفات، طائف کا سفر، معراج، مدینہ کی طرف ہجرت کے موضوعات شامل ہیں۔ اس کے بعد مدنی زندگی کے حالات و واقعات کو سنین کی ترتیب سے بیان کیا گیا ہے اور ہر سال کے اہم واقعات میں اس سال پیش آنے والے غزوات، اس سال میں وفات پانے

والے اہم صحابہؓ کا ذکر، رسول اللہ ﷺ کی ازواجؓ کا ذکر، ۷ ہجری کے واقعات میں رسول اللہ ﷺ کے سلاطین کی طرف جانے والے قاصد، ۹ ہجری میں جیش اسامہؓ کے ذکر کے بعد غزوات سرایا کی تعداد کے بارے میں تفصیلی گفتگو، رسول اللہ ﷺ کی وفات اور تدفین کے بعد آپ کے کاتبین کا ذکر اور ان کے فرائض کی نوعیت بیان کر کے سیرت کا بیان ختم کر دیا ہے۔

ترتیب کتاب

علامہ مسعودی نے مکی دور حیات کے نہایت مختصر بیان کے لیے موضوعی ترتیب اختیار کی ہے، جس میں زمانی ترتیب کا خیال رکھا ہے۔ ہجرت کے واقعات کے فوراً بعد، مدنی دور میں ترتیب تبدیل کر لی اور اسے سنین کی ترتیب سے مرتب کیا ہے۔ ہر سال کا عنوان قائم کر کے اس کے تحت اس سال کے اہم واقعات ذکر کئے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے شاہان عالم کی طرف جانے والے قاصدوں کا بیان حدیبیہ کے بعد اور خیبر سے قبل لایا گیا ہے اور اور آپ ﷺ کے کاتبوں کا ذکر سب سے آخری فصل میں شامل کیا گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی نبوت کی علامات کو کتاب کے بالکل شروع میں آپ کے نسب کے بیان سے بھی پہلے بیان کر دیا گیا۔

کتاب کی خصوصیات

مؤلف کے منہج اور کتاب کی خصوصیات کا انداز مدنی دور کے واقعات سے ہوتا ہے، جس کے چند نکات درج ذیل ہیں۔

۱. ہر سال کے واقعات میں غزوات و سرایا، رسول اللہ ﷺ کا ازدواج، دیگر اہم شادیوں اور پیدائش کا ذکر کرتے ہیں۔

۲. غزوہ وہ کے بیان میں رسول اللہ ﷺ کی مدینہ سے باہر قیام کی مدت، مدینہ میں آپ کے قائم مقام کا نام، غزوہ کے مقام کا مدینہ سے فاصلہ اور اس مقام کا جغرافیائی محل وقوع، شرکاء کی تعداد اور غزوہ کا نتیجہ ذکر کرتے ہیں۔ اسی طرح سریہ کا قائد، اس کے شرکاء کی تعداد اور اس مہم کا نتیجہ ذکر کرتے ہیں۔

۳. اس کتاب میں علامہ مسعودی نے مختلف مقامات کی جغرافیائی معلومات کثرت سے شامل کی ہیں اور غزوات اور سرایا کے مقام کی حد بندی میں باریک بینی سے کام لیا ہے۔

۴. واقعات کی تاریخوں کے درست تعین میں باریک بینی سے کام لیا ہے اور مختلف واقعات سیرت کے درمیانی عرصہ کو دنوں، مہینوں کے فرق سے شمار کیا ہے، مثلاً ولادت رسول اللہ ﷺ کو ملک نصر کے عہد کے سال

۱۳۱۷ کے دی ماہ کی آٹھ تاریخ، اپریل کی بیس تاریخ اور اصحاب الفیل کی مکہ آمد کے پنسٹھ (۶۵) دن بعد بیان کیا ہے نیز اصحاب الفیل کی مکہ آمد اتوار پانچ محرم کا واقعہ بیان کیا ہے [۴۲]۔ اسی طرح تحویل قبلہ کی منگل نصف شعبان کی تاریخ بیان کرتے ہوئے، رمضان کے روزہ کی فرضیت کے تیرہ (۱۳) دن بعد کا واقعہ لکھا ہے [۴۳]۔

۵. مکی زندگی کے لئے موضوعات کی ترتیب اور مدنی زندگی کے لیے زمانی ترتیب کا خیال رکھا ہے۔

۶. مختصرات سیرت میں شامل ہونے والے متعلقات سیرت کے اکثر ابواب اور فصول قائم نہیں کیں بلکہ صرف رسول اللہ ﷺ کے قاصدوں اور کاتبین کا ذکر شامل کیا ہے۔

۷. ازواج مطہراتؓ کی الگ فصل کی بجائے، کسی سال کے واقعات میں جہاں ازواج مطہراتؓ کے نکاح یا وفات کا زمانی ترتیب میں وقت آتا ہے، وہیں انؓ کا مختصر ذکر کر دیتے ہیں۔

۸. رسول اللہ ﷺ کی اولاد میں سے صرف حضرت فاطمہؓ کے ازدواج اور حضرت رقیہؓ اور حضرت ام کلثومؓ کی وفات کا ذکر کیا ہے۔

۹. مؤلف گرامی نقد و نظر سے کام لیتے ہیں اور روایات کی توجیہہ پیش کرتے ہیں، مثلاً سیدنا علی المرتضیٰؓ کے قبول اسلام کے وقت عمر کی مختلف روایات جو پندرہ سال سے لے کر پانچ سال تک بیان کی گئی ہیں، کو درج کرنے کے بعد، مؤخر الذکر اقوال کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ ان لوگوں کا قول ہے جو آپؓ کے فضائل کو کم کرنا چاہتے ہیں، تاکہ ان کا اسلام شک و یقین اور علم و معرفت سے نابلد ایک بچے کا اسلام قرار پائے [۴۴]۔ اس کے بعد علامہ موصوف نے مسئلہ امامت پر اہل تشیع، خوارج اور معتزلہ کے فرقوں کے تصورات پر مختصر گفتگو کی ہے۔

۱۰. مؤلف گرامی عموماً اپنا ترجیحی قول نقل کر کے کسی معاملہ میں اہل علم کے درمیان تنازع یا اختلاف کا محض ذکر کر دیتے ہیں مثلاً شعب ابی طالب میں محصوری کی مدت؛ معراج کی کیفیت وغیرہ، تاہم کبھی کسی معاملہ میں روایات کے اختلاف کا ذکر کرتے ہوئے اختلافی اقوال کو ان کے قائلین سے منسوب کرتے ہیں، مثلاً اولین اسلام لانے والوں کی بحث میں اختلافی اقوال کو قائلین سے منسوب کیا ہے [۴۵]۔ اسی طرح غزوہ بدر کے ۱۷ یا ۱۹ رمضان کو واقع ہونے کے اختلاف اور اس میں کفار کے قتلیٰ کی تعداد کے اختلافی اقوال کو بھی سند سے بیان کیا ہے [۴۶]۔

نئی معلومات

التنبیہ والاشراف میں علامہ مسعودی نے مروج الذھب کی طرح کثرت سے نئی معلومات فراہم نہیں کیں، لیکن چند معلومات ایسی ہیں جسے ہم نئی اور انفرادی کہہ سکتے ہیں، ان کا ذکر حسب ذیل ہے۔

۱. بہت سی جغرافیائی معلومات ایسی ہیں جو کسی اور مختصر نگار یا کسی مصنف کے ہاں نہیں پائی جاتیں، صرف مسعودی کی انفرادیت ہے۔

۲. کتاب کے حصہ سیرت کی ابتدا میں معجزات و دلائل نبوت کے تواتر سے صادر ہونے اور مؤلف کی دیگر کتب میں تفصیل سے مذکور ہونے کا اجمالی ذکر کیا گیا ہے، جن میں سب سے بڑا معجزہ قرآن ہے[۴۷]۔

۳. حضرت عبداللہؓ بن جحش کو مسلمانوں میں سے پہلا امیر المومنین کا لقب حاصل کرنے والا بتایا گیا ہے[۴۸]۔

۴. رسول اللہ ﷺ کے خطوط کے ضمن میں لکھا ہے کہ آپ خط کی ابتدا قریش کی طرح "بسم الله" سے کرتے تھے، پھر اس کے بعد قران پاک کے نزول سے بتدریج تبدیلی آئی اور "بسم الله الرحمن الرحیم" لکھا جانے لگا۔ لکھتے ہیں:

> رسول اللہ ﷺ قریش کی طرح تحریر کی ابتدا میں «باسمك اللّهمّ» لکھا کرتے تھے تا آنکہ آیت ﴿وَقَالَ ارْكَبُوا فِيهَا بِسْمِ اللهِ مَجْرَاهَا﴾[۴۹] نازل ہوئی تو آپ نے وہ لکھنا شروع فرمادی، حتی کہ آیت مبارکہ ﴿ قُلِ ادْعُوا الله أَوِ ادْعُوا الرَّحْمَنَ أَيًّا ما تَدْعُوا فَلَهُ الْأَسْماءُ الْحُسْنى ﴾[۵۰] نازل ہوئی اور آپ ﷺ نے «بسم الله الرحمن» لکھنا شروع فرمایا، حتیٰ کہ آیت مبارکہ ﴿ إِنَّهُ من سُلَيْمانَ وَإِنَّهُ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمنِ الرَّحِيمِ ﴾[۵۱] نازل ہوئی تو آپ ﷺ نے اسے لکھنا اختیار فرمالیا[۵۲]۔

۵. سرایا اور جیوش کی تعداد کے پیش نظر سریہ اور دیگر اصطلاحات کے اختلاف پر عمدہ معلومات فراہم کی ہیں، جو کسی اور کتاب میں نہیں ملیں۔ لکھتے ہیں کہ متعدد اہل حرب کی آرا سے استفادہ کے بعد یہ واضح ہوا کہ جو لشکر رات کو روانہ ہو وہ سریہ جب کہ دن کے لشکر کو "سوارب" کہتے ہیں، نیز تین افراد سے لے کر پانچ سو تک کی نفری کو سریہ اور اس سے زیادہ آٹھ سو تک مناسر کہلاتی ہے اور ایک ہزار سے کم ہو تو خشخاش، ایک ہزار کی نفری جیش الازلم، چار ہزار افراد جیش الجحفل اور ۱۲۰۰۰ کی تعداد جیش الجرار۔ اسی طرح افواج کی تنظیم سازی پر مفید معلومات کو سریہ کی بحث کا حصہ بنایا گیا ہے[۵۳]۔

٦. غزوات و سرایا کی تعداد کے سلسلے میں علامہ نے سیرت نگاروں کے اختلاف کی عمدہ توجیہ کی ہے، لکھتے ہیں

میرے خیال میں اس تنازع کا سبب یہ ہے کہ بعض علمانے کچھ سرایا کو شمار کیا ہے اور بعض دیگر نے انہیں شمار نہیں کیا کیونکہ وہ سرایا کسی مغازی کے تابع تھے، تو بعض نے انہیں الگ شمار کیا اور بعض نے الگ شمار کرنے کی بجائے اسی غزوہ کے تحت ہی ذکر کر دیا۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے بہت سے غزوات میں کفار کی شکست کے بعد قریبی علاقوں میں متعدد سرایا بھیجے، جیسا کہ خیبر میں یا فتح مکہ کے بعد اطراف میں اصنام کے انہدام کے لیے سرایا روانہ فرمائے۔ اسی وجہ سے یہ اختلاف پیدا ہوا ہے[54]۔

۷. علامہ مسعودی نے ہجرت کے بعد کے سالوں کو درج ذیل مخصوص نام دیئے ہیں، جو صرف ان کے ہاں ملتے ہیں۔

سنین کے نام	سال ہجری
سنة الأمر	۲ھ
سنة التمحيص	۳ھ
سنة الترفيه	۴ھ
سنة الأحزاب	۵ھ
سنة الاستئناس	٦ھ
سنة الاستغلاب	۷ھ
سنة الفتح	۸ھ
سنة «حجة الوداع	۱۰ھ
سنة الوفاة	۱۱ھ

معلومات کی غلطی

ام المومنین حضرت ام حبیبہؓ کو رسول اللہ ﷺ سے ازدواج سے قبل حضرت عبد اللہؓ بن جحش کے پاس ہونا بیان کیا ہے[55]، جو غلطی ہے، کیونکہ وہ ان کے بھائی عبید اللہ بن جحش کے عقد میں تھیں۔

۳۔ خلاصہ کلام

۱. علامہ ابي الحسن علي بن الحسين بن علي المسعودي (۳۴۶ھ) کي کتاب مروج الذهب ومعادن الجوهر دو بڑے حصوں پر مشتمل اہم کتاب ہے جس کے دوسرے حصہ میں سیرت کا مختصر باب موجود ہے۔ علامہ مسعودی نے کتاب کی ترتیب موضوعی رکھی ہے، جس میں ذیلی طور پر زمانی ترتیب کا خیال رکھنے کی کوشش کی گئی ہے تاہم مؤلف اس میں کامیاب نہیں ہو سکے اور کتاب کے مضامین میں کافی بے ترتیبی ہے، تاہم آخر پر دوبارہ مختصر سیرت کی فصل قائم کی گئی، جس میں زمانی ترتیب سے ولادت سے لے کر وفات تک، واقعات سیرت کو دہرایا ہے۔ کتاب کا حصہ سیرت اپنی ترتیب میں نقائص کے باوجود بہت اہم ہے، کیونکہ اس میں نادر اور قیمتی معلومات پائی جاتی ہیں، جو دوسرے مختصرات میں نہیں ملتیں۔ سیرت کے مختلف واقعات کی زمانی تحدید کا اہتمام اس کتاب کی اہم خوبی ہے، جو اسے دوسری کتب سے ممتاز کرتی ہے۔

۲. علامہ مسعودی کی التنبیہ والاشراف ان کی دوسری کتاب مروج الذہب کي طرح تاریخ عالم کي کتاب ہے، جس میں سیرت کا مختصر باب موجود ہے۔ یہ کتاب مؤخر الذکر کی نسبت زیادہ باترتیب ہے۔ باب سیرت کے پہلے پانچ صفحات میں مکی دور حیات مبارکہ کے نہایت مختصر بیان کے لیے موضوعی ترتیب اختیار کی گئی ہے اور زمانی ترتیب کا خیال رکھا گیا ہے۔ ہجرت کے واقعات کے فوراً بعد، مدنی دور میں ترتیب تبدیل کر لی گئی اور اسے سنین کی ترتیب سے مرتب کیا ہے۔ علامہ مسعودی نے ہجرت کے بعد کے سالوں کو مخصوص نام دیئے ہیں، جو صرف ان کے ہاں ہی ملتے ہیں۔ اس کتاب میں مروج الذہب کے نسبت توقیت واقعات کا کم اہتمام ہے۔ تاہم جغرافیائی معلومات کی فراوانی ہے، جو اسے مختصرات سیرت میں اھم مقام عطا کرتی ہے۔

۳۔ علامہ المسعودي نے اپنی دونوں کتب میں سیرت کو عالمی تاریخ کے تسلسل کے طور پر پیش کیا ہے اور بعثت محمدی ﷺ کا تعلق سلسلہ انبیا علیہم السلام سے جوڑا ہے۔ ان کی دونوں کتابوں میں سیرت کا باب مختصر نگاری کا نمونہ ہے۔

حوالہ جات وحواشی

۱۔ مؤلف کے تفصیلی حالات کے لیے دیکھیے: الکتبی، محمد بن شاکر، فوات الوفیات (محقق: إحسان عباس)، دار صادر، بیروت، ۱۹۷۴م، (عدد الأجزاء: ۴)، ج ۲ ص ۹۴۔ و۔ ابن الندیم، إبو الفرج محمد بن إسحاق البغدادی المعتزلی الشیعی (۴۳۸ھ)، الفہرست، (محقق: إبراہیم رمضان)، دار المعرفة بیروت، ط: الثانیة، ۱۴۱۷ھ/۱۹۹۷م۔ (عدد الأجزاء: ۱)، ص ۲۱۹۔

۲۔ المسعودی، إبو الحسن علی بن الحسین بن علی (۳۴۶ھ)، مروج الذہب ومعادن الجوہر (تحقیق: إسعد داغر)، دار الہجرة۔ قم، ۱۴۰۹ھ۔

۳۔ المسعودی، مروج الذہب ومعادن الجوہر، ج ۲ ص ۲۶۵۔

۴۔ یہ ایک الگ رجحان ہے، جو ہمیں بعد میں علامہ ابن حزم (جوامع السیرة) اور ابن الدیبع الشیبانی کے یہاں بھی ملتا ہے۔

۵۔ المسعودی، مروج الذہب ومعادن الجوہر، ج ۲ ص ۲۸۳۔

۶۔ ابن درید، إبو بکر محمد بن الحسن الأزدی (۳۲۱ھ)، المجتنی، دائرة المعارف العثمانیة، ط: الثانیة، ۱۳۸۲/۱۹۶۲ء۔

۷۔ إبو إسحاق إبراہیم بن محمد بن السری بن سہل الزجاج البغدادی (۳۱۱ھ/۹۲۳م) عہد عباسی میں بغداد کے نحو وادب کے عالم اور متعدد کتب کے مؤلف ہیں جن میں معانی القرآن فی التفسیر اور تفسیر إسماء اللہ الحسنی اہم ہیں۔ عباسی خلیفہ المعتضد باللہ کے وزیر عبید اللہ بن سلیمان کے ساتھ وقت گزارا۔ إبو العباس محمد بن یزید بن عبد الأکبر المبرد کے شاگرد خاص تھے اور ان کے تلامذہ میں إبو القاسم عبد الرحمٰن الزجاجی، صاحب کتاب الجمل فی النحو، إبو العباس بن ولاد التمیمی اور إبو جعفر النحاس شامل ہیں۔

۸۔ ابو عبد اللہ إبراہیم بن محمد بن عرفة الأزدی (۲۴۴-۳۲۳ھ = ۸۵۸-۹۳۵م)، جو مہلب بن ابی صفرہ کے پوتوں میں سے تھے، نحو میں امامت کے درجہ پر فائز اور مذہب سیبویہ کے حامی تھے۔ وہ فقیہ اور ثقہ محدث اور رجال کے زبردست عالم تھے۔ واسط میں پیدا ہوئے اور بغداد میں وفات پائی۔

۹۔ المسعودی، مروج الذہب ومعادن الجوہر، ج ۲ ص ۲۶۷۔

۱۰۔ المسعودی، إبو الحسن علی بن الحسین بن علی (۳۴۶ھ)، إخبار الزمان ومن إبادہ الحدثان، وعجائب البلدان والغامر بالماء والعمران، دار الأندلس للطباعة والنشر والتوزیع، بیروت، 1416ھ-۱۹۹۶م. مسعودی کا ۲۷۸ صفحات پر مشتمل یہ مطبوعہ نسخہ اصل کتاب کا صرف ایک جزو ہے جو مکتبہ الملکیہ پیرس اور مکتبہ تیمور پاشا کے مخطوطات پر مبنی ہے اور مکمل کتاب ناپید ہے۔ مقدمہ محقق، ص ۱۴۔ اسی جلد اول کا ایک نسخہ مکتبہ ویانا، آسٹریا میں ہونے کی اطلاع مروج الذہب کے دار الفکر بیروت سے محمد محی الدین عبد الحمید کی تحقیق سے ۱۹۷۳م میں شائع شدہ نسخہ کے مقدمہ محقق کے صفحہ رقم ۸ پر دیا گیا ہے۔

[11]۔ المسعودی، مروج الذہب و معادن الجوہر، ج۲ ص ۲۷۵۔
[12]۔ نفس مصدر، ج۲ ص ۲۹۱۔
[13]۔ نفس مصدر، ج۲ ص ۲۸۳۔
[14]۔ نفس مصدر، ج۲ ص ۲۷۷۔
[15]۔ نفس مصدر، ج۲ ص ۲۷۳، ۲۷۶۔
[16]۔ نفس مصدر، ج۲ ص ۲۷۹۔
[17]۔ نفس مصدر، ج۲ ص ۲۸۹۔
[18]۔ نفس مصدر۔ ج۲ ص ۲۷۶۔
[19]۔ نفس مصدر، ج۲ ص ۲۹۱۔
[20]۔ نفس مصدر، ج۲ ص ۲۸۰۔
[21]۔ نفس مصدر، ج۲ ص ۲۸۲۔
[22]۔ نفس مصدر، ج۲ ص ۲۸۲۔
[23]۔ نفس مصدر، ج۲ ص ۲۹۲۔
[24]۔ نفس مصدر، ج۲ ص ۲۸۴۔
[25]۔ نفس مصدر، ج۲ ص ۲۸۰۔
[26]۔ نفس مصدر، ج۲ ص ۲۸۶۔
[27]۔ نفس مصدر، ج۲ ص ۲۷۲۔
۲۸۔ ایضا۔ ان زعماقریش کے نام یہ ہیں: عتبۃ بن ربیعہ بن عبد شمس، والأسود بن عبد المطلب، وابو حذیفۃ بن المغیرۃ بن عمرو بن مخزوم، وقیس بن عدی السہمی۔
[29]۔ نفس مصدر، ج۲ ص ۲۷۴۔
[30]۔ نفس مصدر، ج۲ ص ۲۷۵۔
[31]۔ نفس مصدر، ج۲ ص ۲۷۳۔
[32]۔ نفس مصدر، ج۲ ص ۲۷۶۔
[33]۔ نفس مصدر، ج۲ ص ۲۸۰۔
[34]۔ نفس مصدر، ج۲ ص ۲۸۲۔
[35]۔ ایضا۔
[36]۔ نفس مصدر، ج۲ ص ۲۸۳۔

۳۷۔ نفس مصدر، ج۲ص ۲۸۶۔
۳۸۔ نفس مصدر، ج۲ص ۲۷۹۔
39۔http://www.bhatkallys.com/ur/articles/book-review/tabsirah-2/
۴۰۔ المسعودی، ابوالحسن علی بن الحسین بن علی (۳۴۶ھ)، التنبیہ والاِشراف (تحقیق: عبداللہ اِسماعیل الصاوی)، دار الصاوی، القاہرۃ۔
۴۱۔ المسعودی (۳۴۶ھ)، التنبیہ والاِشراف، ج۱ص ۱۹۵۔
۴۲۔ نفس مصدر، ج۱ص ۱۹۶۔
۴۳۔ نفس مصدر، ج۱ص ۲۰۳
۴۴۔ نفس مصدر، ج۱ص ۱۹۸۔
۴۵۔ ایضا۔
۴۶۔ نفس مصدر ج۱ص ۲۰۳۔
۴۷۔ نفس مصدر، ج۱ص ۱۹۵۔
۴۸ نفس مصدر، ج۱ص ۲۰۳۔
۴۹۔ سورۃ ہود: ۴۱
۵۰۔ سورۃ الاسراء: ۱۱۰
۵۱۔ سورۃ النمل: ۳۰
۵۲۔ المسعودی (۳۴۶ھ)، التنبیہ والاِشراف، ج۱ص ۲۲۵۔
۵۳۔ نفس مصدر، ج۱ص ۲۴۳۔
۵۴۔ نفس مصدر، ج۱ص ۲۴۲۔
۵۵۔ نفس مصدر، ج۱ص ۲۲۳